ادارہ

اخلاقی انحطاط کا حقیقی سبب

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مشہور حدیث مطابق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق حسنہ کی کامل کتاب، قرآن مقدس ہے۔ قرآن حکیم کی ایک مختصر سورہ "والعصر" میں ان اخلاق کا ایک اجمالی خاکہ یوں پیش کیا گیا ہے:

انسانی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ انسان ہمیشہ گھاٹے اور نقصان میں رہا سوائے ان کے جو اللہ پر ایمان لائے، انہوں نے نیک کام کئے، اور ایک دوسرے کو نیک کاموں کی صلاح دی اور راہ میں جو مشکلات پیش آئیں، انھیں برداشت کیا۔

ایمان باللہ، اعمال صالحات، تواصی بالحق اور تواصی بالصبر، انسانی تاریخ اور اخلاق کی یہ چار صداقتیں ہیں جنھوں نے اس پر عمل کیا وہ فائز و کامران ہوئے اور جنھوں نے ان سے بے پروائی برتی وہ ناکام و نامراد رہے، یہ بنیادی صداقتیں اتنی ہی قدیم ہیں جتنی خود انسانیت۔

اخلاق حسنہ جن سے تہذیب نفس ہوتی ہے اور انسانیت کا ایک اور مہذب اور صالح معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ حضرت شاہ ولی صاحب نے ان کے چار اصول بتائے ہیں اور ان کے الفاظ میں ہر مذہب اور شریعت ان کو پورا کرنا اپنا فرض سمجھتی رہی۔ ان اخلاق کی ہر مذہب میں اگرچہ صورتیں مختلف رہیں، لیکن روح سب کی ایک تھی شاہ صاحب اپنی فارسی تالیف ہمعات میں فرماتے ہیں۔

ترجمہ: تفسیر پر یہ بات روشن کی گئی ہے کہ تہذیب نفس کے سلسلے میں جو چیز شریعت میں مطلوب

ہے وہ چار خصلتیں ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام انہی چار خصلتوں کے لئے بھیجا ہے ۔ تمام ملل حقہ میں انہی چار اخلاق کا ارشاد اوران سے حاصل کرنے کی ترغیب موجود ہے اور بِرّ یا نیکی انہی چار اخلاق ، اور خصلتوں کا نام ہے اور بِرّ کے بالمقابل اثم یا گناہ سے مراد وہ عقائد واعمال اور اخلاق ہیں جو انھیں چار خصائل کی ضد ہیں ۔

ان چار اخلاق میں سے ایک طہارت ہے اس کی طرف میلان ہر سلیم الفطرت انسان کے اندر ودلیعت رکھا گیا ہے اور طہارت صرف ظاہری صفائی کا نام نہیں ہے لیکن شریعت نے جو اس کے اقسام بتائے ہیں ان پر صحیح طور سے عمل پیرا ہونے سے جو وجدانی کیفیت پیدا ہوتی ہے وہ طہارت کا حاصل ہے جس کو انس اور نور سے تعبیر کیا جا سکتا ہے ۔

دوم اخبات یا خداوند قدوس کے لئے انتہائی درجہ کی عجز و نیاز مندی ہے جس کی تفصیل میرے استاذ مکرم علامہ عبید اللہ سندھیؒ نے اس طرح فرمائی ہے کہ ایک سلیم الفطرت شخص جب طبعی اور خارجی تشویشیں سے فراغت کے بعد اس کے جلال اوراس کی کبریائی میں غور کرتا ہے تو اس پر ایک حیرت اور دہشت کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے یہی حیرت اور دہشت خشوع اور خضوع ، اخبات یعنی نیاز مندی کی صورت اختیار کر لیتی ہے ۔ اس میں تمام عبادات آجاتی ہیں ۔ سوم سماحت اور فیاضی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ نفس بُرے خصائل اور اخلاق سے مغلوب نہ ہو ۔ مثلاً طلب لذت ، حب انتقام ، حسد ، غیبت ، بخل اور حرص وغیرہ سے اپنے آپ کو بچائے رکھے ۔ اس میں عفت (پاکدامنی) جد وجہد ، صبر و عفو ، سخاوت ، قناعت اور تقویٰ تمام آجاتے ہیں ۔ شکم اور فرج کی خواہش قبول نہ کرنے کا نام عفت اور پاکدامنی ہے ، آسائش اور ترک عمل کی خواہش کو قبول نہ کرنے کا نام جد و جہد ہے ، جزع و فزع اور بے صبری کو روکنا صبر ہے ۔ انتقام اور بدلہ لینے کی خواہش کو دبانا عفو ہے ، خواہش بخل کو چھوڑ دینے کا نام سخاوت ہے اور حرص وہوا کو قبول نہ کرنے کا نام قناعت ہے ۔ شریعت کی بتائی ہوئی حدوں سے تجاوز نہ کرنا تقویٰ ہے ۔

چہارم عدالت ہے ۔ سیاسی اور معاشرتی نظاموں کی روح رواں یہی خصلت اور خلق ہے ، ادب ، کفایت ، حریت ، سیاست مدنیہ اور حسن معاشرت وغیرہ سب عدالت کی شاخیں ہیں ، اپنی حرکات وسکنات پر نگاہ رکھنا ، عمدہ اور بہتر وضع اختیار کرنا اور دل کو ہمیشہ اس طرف متوجہ رکھنا ادب ہے ، جمع و خرچ ، خرید و فروخت اور تمام معاملات میں عقل و تدبر سے کام لینا کفایت ہے

خانہ داری کے کاموں کو بخوبی انجام دینا حریت ہے اور شہروں اور لشکروں کا اچھا انتظام کرنا سیاست مدینہ ہے بھائیوں اور دوستوں میں نیک زندگی بسر کرنا، ہر ایک کے حق کو پہنچانا اور ان سے الفت و بشاشت سے پیش آنا حسن معاشرت ہے۔

یہی چار اخلاق ہیں جن کی تکمیل سے انسانیت کو ترقی حاصل ہوتی ہے اور ان کو چھوڑنے سے انسان قعر مذلت اور خواری میں گرتا۔ شاہ صاحبؒ کی نظر میں تمام انبیاء علیہم السلام ان چار اخلاق کی تعلیم کے لئے مبعوث ہوئے یہ ایسے اصول ہیں کہ ان میں شریعت کے عقائد اور اعمال سب آجاتے ہیں اور سورۃ العصر میں انسانیت کی کامیابی اور ترقی کے لئے جو اعمال بتائے گئے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی اخلاق اور خصائل انسانی کے سلسلے میں یہ تحقیق گویا ان کے لئے تفسیر کی حیثیت رکھتی ہے۔

اخلاق حسنہ کے مختصر تذکرہ کے بعد اب ہم اخلاقی انحطاط کے اسباب کی طرف آتے ہیں:۔

ویسے تو اخلاقی انحطاط کے فلسفہ اخلاق میں کئی اسباب بتائے گئے ہیں لیکن قرآن حکیم کی تعلیمات، قصص انبیاء کے مطالعہ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی کسریٰ اور قیصر کے دور حکومت کے متعلق بتائی ہوئی تحقیق سے (جس کی تفصیل ازالۃ الخفاء اور حجۃ اللہ البالغہ میں موجود ہے)۔

یہ بات ملتی ہے کہ اخلاقی انحطاط کا حقیقی سبب انسانیت میں اجتماع شرک کا رائج ہونا ہے اور یہ بے جا سرمایہ داری اور رفاہیت بالغہ سے پیدا ہوتا ہے اس لئے قرآن حکیم میں خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعداء میں سے ابولہب کا نام لایا گیا اور ابوجہل کو چھوڑ دیا گیا، کیونکہ ابولہب مکہ کا بڑا سرمایہ دار تھا مال اور دولت کے نشہ میں اس کی اخلاقی گراوٹ کا یہ عالم تھا کہ وہ کھل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آزار پہنچانے کے درپے تھا۔ حضورؐ کے راستے میں کانٹے بچھائے جاتے تھے، چونکہ وہ حضورؐ کا چچا تھا اور مکان کے قریب تھا تو پڑوس کا خیال بھی چھوڑ کر غلاظت پھینکتا تھا، یہاں اہل مکہ کی بری معاشرت اور بری اقتصادی حالت کا ایک برا نمونہ دکھا کر اخلاقی انحطاط کی طرف اشارہ کیا اور اس پر بددعا کی گئی اس کا اصلی مطلب اصلاح ہے کہ اہل مکہ میں یہ حالت نہ رہے بلکہ اصلاح پذیر ہو کر یہ معاشرہ قرآن حکیم کی تعلیم پر آجائے۔

قرآن حکیم میں نوح علیہ السلام، لوط علیہ السلام اور شعیب علیہ السلام کا ذکر متعدد مقامات پر آیا ہے حضرت شعیبؑ بھی حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی طرح دعوت دیتے تھے۔ حضرت لوط علیہ السلام

کی قوم ایک معاشرتی مسئلہ نکاح میں زیادتی کرتی تھی اور شعیب علیہ السلام کی قوم بھی اسی طرح معاشرتی مسئلہ ناپ تول میں کمی کرتی تھی۔ قرآن کریم کی سورۃ ہود میں بتایا گیا ہے کہ حضرت علیہ السلام کی قوم کے افراد میں دو ناجائز خصلتیں پائی جاتی تھیں ایک تو وہ خدا کے لئے شریک بناتے تھے اور دوسرے ناپ تول میں ظلم کرتے تھے۔ چونکہ انھوں نے اپنے نبی کی دعوت کو رد کر دیا اس لئے انھیں برباد کر دیا گیا کچھ اہل علم یہاں شرک کا ذکر دیکھ کر عذاب کا مدار صرف اس بات پر رکھتے ہیں کہ وہ شرک کرنے کے باعث برباد کر دیئے گئے لیکن قرآن حکیم کے واضح الفاظ کی رو سے ان کی تباہی کے دونوں ہی اسباب ہیں۔

اس سلسلہ میں تحقیق یہ ہے کہ دنیا میں دو قسم کے حکماء ہوتے رہے ایک وہ جو الہیات کی تعلیم دیتے رہے۔ جنھیں حکماء الٰہی کہا جاتا ہے۔ دوسرے اجتماعی حکماء ہیں یعنی فقہاء وغیرہم اور یہ انسانی اجتماع کو چلانے والے ہوتے ہیں۔ اس اجتماع کا حقیقی چلانے والا اللہ تعالیٰ ہے اور اس میں دنیا کا کوئی بادشاہ، حاکم اور حکیم حصہ دار نہیں ہے۔ اجتماعی حکیم کی نظر میں جو شرک ہے اسی شرک کو قرآن حکیم میں جا بجا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ قوم شعیب علیہ السلام کے متعلق قرآن مجید میں یہی بتلایا گیا ہے کہ وہ اجتماعی شرک میں مبتلا تھے، جیسے ناپ تول میں کمی کرتے تھے اسی وجہ سے ان کو برباد کیا گیا تھا، عدل اور ظلم حقیقت میں اجتماعی حکمت کے الفاظ ہیں، قرآن مجید نے شرک کو ظلم عظیم قرار دیا ہے یہ اس بات کا قرینہ ہے کہ قرآن مجید کا لفظ شرک عام ہے سورۂ ہود میں آتا ہے وما انا بظلام للعبید یعنی میں بندوں پر ہرگز ظلم کرنے والا نہیں ہوں۔ اصل میں جو شخص ظلم کو قانونی شکل دیگا ضرور ہے کہ اسے خدا کے سوا قانون کا مالک کسی اور طاقت ہی کو ماننا پڑے گا۔ اب جب وہ قانون کا مالک کسی اور طاقت کو مانے گا تو وہ اجتماعی حکمت میں دوسرا خدا مان لے گا اور یہ اجتماعی حکمت میں شرک ہے اس میں سب سے پہلے بادشاہ اور حاکم آجاتے ہیں جیسے فرعون جو اپنے آپ کو قانون کا مالک سمجھتا تھا اور ایسے علماء اور فقراء بھی اس میں آجائیں گے جو تقدس کے نام قانون کے مالک بن جاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مبارک۔ امام الائمہ امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد ہیں فرماتے ہیں: وما افسد الدین الا الملوک۔ واحبار سوء ورھبانھا۔

قریش مکہ اسی اجتماعی شرک میں مبتلا تھے اس وجہ سے ان کے اخلاق میں انحطاط آگیا تھا۔ وہ فی الجملہ اللہ پر ایمان رکھتے تھے۔ سورۂ عنکبوت میں آتا ہے کہ قریش مکہ اس بات کو مانتے تھے کہ زمین و آسمان کا

پیدا کرنے والا اللہ ہے ۔ مگر اس کے باوجود وہ اللہ سے دور تھے اور ان میں اخلاقی گراوٹ تھی اس کی یہ وجہ تھی کہ وہ اجتماعی شرک میں مبتلا تھے جو ایک گونہ اخلاق انسانی سے عاری ہونے کا نام ہے جیسے لوط علیہ السلام کی قوم نکاح کے معاملہ اور حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ناپ تول کے معاملہ میں تھی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حکمت کی بات کے مخاطب سب انسانیت ہوتی ہے اور اسے (توحید) ہر ایک آدمی اپنی فطرت کے مطابق سمجھ لیتا ہے مگر اس کے نیچے قانونی درجہ ہے اور قانون کے ضرور ہے کہ کوئی قانون دان ہمیں اس قانون سے آگاہ کرے ۔ اسلامی قانون یہ ہے کہ غیراللہ کے نام قسم نہ کھائی جائے اور اللہ کے شعار یعنی بیت اللہ کے سوا کسی اور طرف سجدہ نہ کیاجائے اسکی خلاف ورزی کرنا گویا قانونی شرک ہے ۔ اس قانونی شرک کے ارتکاب کے باعث وہ مجرم بن جائے گا اور قانونی سزا کا مستحق ہے جس طرح اور قانون کی خلاف ورزی جرم قرار دی گئی ہے ۔ اس طرح اس شرک کو جرم قرار دیکر اس کی بھی سزا مقرر کر دی گئی ہے ۔ جو شخص توحید کر شرک حقیقی کی طرف جاتا ہے اس کی سزا غیر محدود ہے ۔ قانونی شرک کی جزا دوسرے جرموں کی طرح محدود ہے ۔

محدود اور غیر محدود میں یہ فرق ہے کہ دوسرے جرائم بخشے جائیں گے وہ اسلام سے خارج نہیں ہوتے ۔ ان کو سزا ضرور دی جائے گی ، لیکن ان پر کفر کے فتویٰ میں احتیاط برتنا چاہیئے ۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ حجۃ اللہ البالغہ میں مسلمان مشرکوں کو جو قانونی شرک میں مبتلا ہیں ۔ بہت غصہ کرتے ہیں مگر انہیں کافر نہیں کہتے ۔ اسی طرح تقویت الایمان میں حضرت شاہ شہیدؒ کا بھی یہی رویہ ہے ۔ مولانا محمد لکھوی زینت الاسلام میں اس کی بڑی داد دیتے ہیں ۔ توحید کا شرک کفر ہے جس میں قریش مبتلا تھے اس کی سزا ضرور ملنی چاہیئے ۔ دوسرا قانونی شرک جس میں قریش مکہ مبتلا تھے ۔

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے نزدیک انسانوں کی اجتماعی زندگی کے لئے اقتصادی توازن ایک ضروری امر ہے اور ہر انسانی جماعت کو ایک ایسے اقتصادی نظام کی ضرورت ہے جو اس کی ضروریات زندگی کا کفیل ہو جب لوگوں کو اپنی معاشی ضرورتوں سے فراغت نصیب ہوتی ہے تو پھر وہ اپنے خالی وقت میں جو ان کے پاس کسب معاش کے لئے بچ جاتا ہے زندگی کی ان شعبوں کی ترقی اور تہذیب کی طرف متوجہ ہو سکتے ہیں جو انسانیت کا اصل جوہر ہیں لیکن ان کی اگر اقتصادی ضروریات

بھی فراہم نہ ہوں اور ان کی وجہ سے انسان کی جدوجہد اس کی حیوانی ضرورتوں تک محدود ہو جائے تو انسانیت کے اعلیٰ مقامات کا کسے ہوش رہے گا۔ اقتصادی نظام کے درست اور متوازن ہونے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حیات دنیا وی میں انسانیت کے اخلاق تکمیل پذیر ہوتے ہیں۔

شیراز کے حکیم شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے اس سلسلہ میں کیا خوب فرمایا ہے

چوں سفر بر نماز بر بندم　　چہ خورد بامدار فرزندم

بقیہ صفحہ ۹ سے آگے

معاملہ ہوتا ہے۔ سرمایہ دار، غریب، مزدور اور کسان کو اپنا بھائی نہیں سمجھتا اور ان پر اقتصادی مظالم کرتا ہے۔ خود تو عیاشیوں میں لاکھوں روپے خرچ کرتا ہے لیکن مزدور اور غریب کسان بھوکا پیٹ سوتا ہے۔

اس تہذیب دنیا میں آج بھی کئی مسلمان قبائل ایسے ہیں جو قبائلی قانون کے پابند ہوتے ہیں انتقام میں ناجائز کشت و خون ان کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ کسی معمولی شبہ پر بھی عورتوں کو قتل کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا!

جاہلیت کے تمام خون یعنی انتقام خون باطل کر دیئے گئے سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا خون ربیعہ بن الحارث کے بیٹے کا خون باطل کر دیتا ہوں۔

عصر حاضر میں سرمایہ داری کی ایک لعنت جو سود تھا آج بھی اس کا کاروبار زوروں پر ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بھی ختم کر دیا تھا۔ آپ نے فرمایا جاہلیت کی تمام سود باطل کر دیئے گئے۔ اور سب سے پہلے اپنے خاندان کا سود عباس بن عبدالمطلب کا سود باطل کرتا ہوں۔

عورتیں شروع سے مظلوم رہی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس طرح قدردانی کا تاج پہنایا اور فرمایا: فاتقوا اللہ فی النساء عورتوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو! اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سارے خطبہ میں عصر حاضر کے جملہ مسائل کا حل موجود ہے۔